سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

انسان کامل افضل الرسل ﷺ کی بعثت

نحمده ونصلى على رسوله الكريم : أما بعد: فأعوذ باللّٰہمن الشيطن الرجيم ، بسم اللّٰہالرحمن الرحيم، اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (العلق ۵-۱)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا ہے، بنایا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے، پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔جس نے علم سکھایا قلم سے،سکھلایا آدمی کو وہ جو نہ جانتا تھا۔''

سامعین کرام !اللہ رب العزت نے ہر دور میں لوگوں کی اصلاح کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری رکھا۔اس بعثت کی زنجیر کی آخری کڑی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پوری ہوگی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں،ان کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ مکمل طور پر بند کردیا گیا ہے،اسی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین وشریعت اور جو کتاب یعنی قرآن مجید دی گئی ہے وہ بھی مکمل اور محفوظ ہے،قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے،جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی نازل فرمایا۔

ہم آج وحی الٰہی کی حقیقت اور نبوت کے ابتدائی احوال پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔
جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور اساس ہے اور ایک مضبوط قانون و دستور ہے،اب سوال یہ ہے کہ صاحب وحی کون ہوگا؟ یا وحی کس پر اترتی ہے تو یاد رہے کہ وحی نبی پر اترتی ہے۔

نبیؐ کی خصوصیت

نبیؑ وہ شخص ہوتا ہے جس کو اللہ جل شانہ نے ایسی خصوصیات سے نوازا ہو جو نبی کو عام لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ان میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتے ہیں اور اس مکالمۂ الٰہیہ ہی کی ایک صورت وحی ہے۔

وحی کسے کہتے ہیں؟

وحی اور اتحا عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی ہے:''مخفی طور پر سرعت کیساتھ کسی بات کا بتادینا۔''

سرعت کا مفہوم یہ ہے کہ ''جو بات وحی کی صورت میں دل میں آئے وہ کسی پیشگی خیالات کی ترتیب کا نتیجہ نہ ہو، بلکہ ایک دم غیب سے اس کا علم ہو جائے۔''

اہل لغت نے اس کے مختلف معنی بیان کئے ہیں: جو مندرجہ ذیل ہیں:

''اشارہ کرنا، لکھ دینا، پیغام دینا، دوسروں سے چھپا کر، کسی سے چپکے چپکے بات کرنا''

گرامی قدر سامعین! دین کے اصطلاح میں وحی سے مراد وہ کلمہ الٰہیہ ہے جو جبرائیل علیہ السلام نبیوں پر لے کر آتے تھے اور اس سلسلے کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی پھر اللہ عزوجل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر یہ سلسلہ مکمل کر کے ہمیشہ کے لئے بند کر دیا، حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔"

''میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (آئے گا)۔''

یہ ہر مسلمان کا عقیدہ بھی ہے، کہ وہ دِل سے اس بات کو تسلیم کرے کہ اب قیامت تک کسی اور نبی نے (نبی بن کر) نہیں آنا (اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، وہ دنیا میں پھر سے تشریف لائیں گے لیکن نبی نہیں بلکہ امتی بن کر آئیں گے) اور جس طرح کہ نبی نے نہیں آنا اسی طرح وحی کا سلسلہ بھی بند رہے گا۔

بعثت سے قبل حضور ﷺ کو حق اور حقیقت کی تلاش

معزز سامعین! منصب نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل بھی آپ ﷺ بت پرستی کو مناسب خیال نہیں کرتے تھے۔ بتوں کی عبادت تو درکنار بلکہ آپ ﷺ اس طرح کے عبادت سے نفرت کرتے تھے اور معبود برحق واصل حقیقت کے تلاش میں رہتے تھے۔ اسی مقصد کو پانے کے لئے آپ جبل النور جایا کرتے تھے اور وہاں آسمان و زمین، چرند پرند اور انسان و حیوان کو وجود بخشنے والی ذات کی جستجو میں رہتے۔

حضور اقدس ﷺ کا بچپن اور شباب کا زمانہ ایسے سماج میں گزرا جو تمام خرابیوں اور برائیوں کا گڑھ تھا، شرک و بدعت، بت پرستی اور جہالت کی بیماری نے ان کو ہر طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ ہر طرف ظلم و جہالت کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ دین حق سے دوری یہاں تک تھی کہ خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے، ہر مقصد کے لئے اپنی ہاتھوں سے الگ الگ بت بنا کر سجایا جاتا اور پھر اسی اپنی تخلیق کردہ خالق کی پوجا ہوتی تھی۔

لوگوں کے دل جہالت کی گھٹاؤں میں ایسے گھرے ہوئے تھے، کہ ایک شخص راستے میں پاؤں پھیلا کر بیٹھ جاتا اور کہتا کہ ہے کوئی جو میرے پاؤں کو راستہ سے ہٹائیں......! اگلا شخص آکر اس کے پاؤں کو کاٹ دیتا اور بولتا کہ میں ہوں ہٹانے والا، اتنی سی بات پر برسوں تک لڑائی اور جھگڑے رہتے تھے۔

میرے عزیزو! ایسے معاشرہ میں میرے نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی، بچپن گزرا، جوانی گزری؛ لیکن قدرت نے حضور اقدس ﷺ کو ایسی فطرت سلیمہ عطاء فرمائی تھی کہ آپ ﷺ نے اس ماحول سے کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ نے ایک متوازن اور قابل رشک زندگی بسر کی۔ آپ ﷺ غیر سنجیدہ باتوں، کھیل، تماشے اور راگ رنگ سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی سنجیدگی، دیانت، صداقت اور امانت کا چرچا لوگوں میں اتنا عام ہوگیا تھا کہ آپ مکہ میں ''صادق و امین'' جیسے القابات سے مشہور ہو چکے تھے۔ آپ ایسے اندھیروں میں بھی سب سے مختلف، سب سے منتخب اعلیٰ اخلاق، کامل کمالات، ارفع صفات اور تمام خصائل وخوبیوں کے مالک تھے، اسی بنا پر فسادات قتل وغارت اور خانہ جنگی وغیرہ میں آپ ہی کی بات حرف آخر تھی۔

حضور ﷺ کی خلوت نشینی

سامعین کرام! عمر کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی طبیعت زیادہ خلوت پسند ہوگئی، قلب یکسوئی کی طرف مائل ہوئی۔ اس خلوت کے لئے آپ ''غار حرا'' تشریف لے جاتے۔ یہ غار مکہ مکرمہ کے قبرستان ''جنت المعلیٰ'' سے کچھ آگے پہاڑ ''جبل النور'' پر واقع ہے۔ تنہائی کے عالم میں کئی کئی روز وشب عبادت میں مشغول رہتے، جب سامان خورد ونوش ختم ہوجاتا تو گھر تشریف لاکر مزید سامان لے کر دوبارہ چلے جاتے۔

آپ ﷺ غارِ حرا میں کتنا عرصہ رہے؟

بعض اقوال کے مطابق آپ نے غار حرا میں چالیس دن گزارے تھے، بعض کے مطابق رمضان المبارک میں آپ اسی غار میں معتکف تھے۔ اسی دوران آپ کو نبوت کے منصب اعلیٰ سے سرفراز کردیا گیا۔

ظہورِ وحی

آقائے دو جہان ﷺ کو اسی خلوت نشینی اور تنہائی کے زمانہ میں اول تو سچے خواب آنے لگے کہ آپ ﷺ جو خواب دیکھتے تو بعینہٖ اس کے مطابق وہ واقعہ روز روشن کی طرح سامنے آجاتا۔ جب آپ کی عمر چالیس سال ہوئی اور آپ اپنے معمول کے مطابق غار حرا میں مقیم تھے کہ 610ء کے رمضان المبارک کی ایک رات (اکثر روایات کے مطابق 27 رمضان المبارک کو) دفعۃً حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نمودار ہوکر فرمایا: اقرأ یعنی پڑھیے! آپ ﷺ نے فرمایا: ماانا بقاری میں تو پڑھنا نہیں جانتا؛ کیونکہ آپ امّی تھے۔ اس بات پر جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنی آغوش میں لیا اور پوری قوت سے دبایا کہ آپ کو تکلیف ہونے لگی۔ پھر اس مکالمہ اور معانقہ کا اعادہ ہوا، گویا وحی کے بار وبوجھ اٹھانے کے لئے جن قوتوں کی ضرورت تھی، وہ اللہ کی طرف سے ملکوتی واسطے سے بشری جسم میں پوری طرح سرایت کردی گئی اور تیسری بار کے تکرار کے بعد

سورۂ علق کی پہلی پانچ آیتیں اِقْرَأْ تا مَالَمْ يَعْلَمْ نازل ہوئی۔

نزولِ وحی کے آپ ﷺ پر اثرات

معزز سامعین! آپ ان آیات کو لے کر اس حالت میں گھر تشریف لائے کہ آپ پر کپکپی طاری تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "زملونی، زملونی" مجھے چادر اڑھاؤ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے چادر ڈالی، جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنی غمگسار زوجہ کو پورا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ میری ایسی حالت ہوگئی ہے کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی کہ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ آپ کو ناکام نہیں ہونے دیں گے؛ کیونکہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرتے ہیں، بے روزگار لوگوں کو کسب پر لگا دیتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ''ورقہ بن نوفل'' کے پاس لے گئیں، جو بت پرستی سے تائب ہوکر نصرانی بن گئے تھے (اس وقت دین حق یہی تھا) پڑھے لکھے آدمی تھے، عربی مادری زبان تھی، عبرانی بھی جانتے تھے، اس وقت بہت بوڑھے ہوچکے تھے، بینائی بھی چلی گئی تھی، حضرت خدیجہؓ نے فرمایا چچازاد بھائی! ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنیں، ورقہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے سارا قصہ سنایا، ورقہ نے سنتے ہی کہا یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ کاش! میں آپ کی نبوت کے زمانہ میں قوی ہوتا، کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکال دیگی۔ آپ ﷺ نے تعجب سے پوچھا اومخرجی ھم کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا بالکل؛ کیونکہ جب بھی کوئی آدمی دین حق لے کر آیا جو آپ لائے ہیں تو ان کی قوم نے اس کو ستایا ہے اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ کی پرزور مدد کروں گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نبوت کا باقاعدہ اعلان کیا اور دینِ حق، دین اسلام کی تبلیغ آہستہ آہستہ شروع کردی۔

دعوت و تبلیغ کا آغاز

میرے محترم دوستو! آپ نے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کا مصداق بن کر سب سے پہلے دعوت کا آغاز اپنے گھر سے فرمایا: حضرت خدیجہؓ (جو کہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ، صدق وامانت داری ہی سے متاثر ہوکر آپ کے عقد میں آئی تھی) نے آپ کی تصدیق کی۔ پھر آپ ﷺ کے غلام زید بن حارثہؓ دامن نبوت سے وابستہ ہوئے اور آپ ﷺ پر ایمان لائے، تیسرا شخص جو کہ آپ ﷺ کے آغوش رحمت کا مکین ہوا حضرت علیؓ تھے۔

محترم سامعین! یہ تینوں حضرات حضور ﷺ کے گھر سے وابستہ اور آپ ﷺ کے تربیت میں تھے لہٰذا ان کا

ایمان لانا کوئی انہونی نہیں تھی۔اگلے دن حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ (جو آپ ﷺ کے صغر وشباب کے رفیق باوفا تھے) کو دعوت دی جو کہ انہوں نے لحہ بھر توقف کئے بغیر قبول کی۔غالبا ابوجہل یا کسی اور مشرک نے آ کر بتایا کہ اے ابوبکر آپ کا ساتھی تو پاگل ہوگیا ہے (نعوذ باللہ) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ کیسے؟ تو اس مشرک نے جواب دیا کہ اس نے تو نبوت کا دعویٰ کیا ہے،توابوبکر نے فرمایا اگر یہ بات جو آپ بتا رہے ہیں یہ محمدؐ کی ہو تو میں بلاتحقیق تصدیق کرتا ہوں، اور آپ کو نبی مانتا ہوں،یہی وجہ ہے کہ آپ صدیق کہلائے،اوراہل سنت والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق هو أبوبکر الصدیق

اسلامی دعوت میں ابوبکر کا شریک ہونا

حضرت ابوبکرؓ قریش کے معزز لوگوں میں شمار ہوتے تھے، ان کا وسیع حلقہ احباب تھا۔شام ہوتے ہوتے آپؓ کے دعوت سے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عثمانؓ سمیت کئی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

فترت وحی کا دوراورآپ ﷺ کا اضطراب

وحی الٰہی کے نازل ہونے کے ابھی چند ہی دن ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر حکمت الٰہی کیوجہ سے وحی آنا بند ہوئی۔اس دور کو فطرۃ وحی کا زمانہ کہتے ہیں یہ عرصہ تقریباً تین سالوں پر محیط تھا۔حضور ﷺ پر یہ تین سال بڑے رنج وملال اور اضطراب کی کیفیت میں گذرے اس دور میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوبکر ہی تھے جو آپ کو تسلّی دیا کرتے تھے اور آپ کے حقیقی خیر خواہ اور شریک غم رہے۔

قریشِ مکہ کو دعوت

معزز بزرگان دین! آپ کا طریقہ دعوت اسلوب دعوت او رابتداء دعوت میں بار بار بیان کر چکا ہوں کہ آپ نے کس طرح دعوت کا آغاز فرمایا اور علی الاعلان کس طرح شروع کیا کیونکہ ابھی تک حضور ﷺ کو برملا دعوت دینے کا حکم نہیں ملا تھا اب وحی الٰہی اتری:

"وانذر عشیرتك الاقربین"

آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو (عذاب آخرت) سے خوف زدہ کیجئے۔

آپ ﷺ مکہ سے باہر کے پہاڑی پر چڑھ گئے اور قریش کے الگ الگ خاندان وقبیلہ کا نام لیکر پکارا، جب سب لوگ جمع ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر میں خبر دوں کہ اس پہاڑی سے آگے آپ کا دشمن ہے جو آپ پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا آپ میری تصدیق کریں گے؟ سب نے بیک زبان ہوکر اعلان کیا: بیشک ہم نے آپ کو بار بار آزمایا ہے آپ

صادق وامین ہے ۔آپ نے فرمایا: تم سب اقرار کرو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

ابولہب کی مخالفت

یہ سن کر سارا مجمع میں ہیجان کی کیفیت پیدا ہوئی، سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور تبصرے کرنے لگے اس دوران، ابولہب نے اٹھ کر کہا، تبالك یا محمدا هذا جمعتنا کیا آپ نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا۔اس کے بعد مجمع منتشر ہوگیا۔ خدائے تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف ابولہب کے جواب میں سورۃ اللھب نازل کی ۔تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ○ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ○ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (اللھب: ۵-۱)

بہرحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء میں اپنوں اور بیگانوں سے کافی تکلیفات اٹھانی پڑی ان کا ذکر انشا اللہ اگلے موقع پر کرنے کی کوشش کروں گا، رب العزت ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی سیرت طیبہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔(جاری ہے)

08.42.35.jpeg not found.